

حرم حیدری

نغم

حمد و نعت و منقبت

کرم حیدری

تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور ——— کراچی

بار اوّل : ۱۴۰۰ھ

تعداد : ۵۰۰۰

ناشر : تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور، کراچی

طابع : تاج آرٹ پریس منگھوپیر روڈ کراچی

قیمت فی جلد

پاکستان میں : بارہ روپے

بیرونِ پاکستان : ۲۶۵ ڈالر

حضرت علّامہ اقبالؒ کے نام

بیا اے ہم نفَس باہم بنالیم
من و تو کشتۂ شانِ جمالیم،
دو حرفے بر مُرادِ دل بگویم
بپائے خواجہؐ چشماں را بمالیم

ترتیب

عرضِ حال

جس زمانے میں مَیں چھٹی ساتویں جماعت کا طالب علم تھا، برِ صغیر میں ہندوؤں کی طرف سے شُدّھی اور سنگھٹن کی تحریک زوروں پر تھی، اس جنون پرور تحریک کا براہِ راست نشانہ مسلمان تھے اس لیے ان کے دلوں میں بھی اپنے قومی دفاع کا خیال ایک شدید جذبے کی صورت میں اُبھر آیا اور مسلمان رہنماؤں نے ان میں دین کے ساتھ لگاؤ پیدا کرنے کے لیے بھرپور کوششیں شروع کر دیں، دین کے ساتھ لگاؤ پیدا کرنے کا ایک قوی وسیلہ یہ تھا کہ بانیٔ دین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور وفاکاری کے اس عہد کی تجدید کی جائے جو گزشتہ ۱۳ صدیوں سے ہر مسلمان اُستوار کرتا چلا آیا تھا لیکن بدقسمتی سے دو تین صدیوں سے اس برِ صغیر کے مسلمانوں کو اس سے ویسی وابستگی نہ رہی تھی جیسی قرونِ اولیٰ سے دورِ متاخّرین تک رہی تھی۔

دین اور بانیٔ دین کے ساتھ تجدید عہد کے لیے پڑھے لکھے مسلمانوں نے ملک بھر میں سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کا آغاز کیا جن میں مسلمانوں کے علاوہ بعض اوقات روشن خیال غیر مسلم بھی تقریریں کرتے تھے۔ سیرت کے ان جلسوں کو کامیاب بنانے کیلئے جس طبقے نے سب سے زیادہ کام کیا وہ اساتذہ کا طبقہ تھا مسلمان اساتذہ چاہے وہ سکولوں میں تھے، چاہے کالجوں میں، چاہے یونیورسٹیوں میں اپنے طلبار کے اندر سیرت کے جلسوں میں شمولیت اور تقریریں کرنے اور نعتیں پڑھنے کیلئے ذوق و شوق، پیدا کرنے میں پیش پیش تھے۔ والدین اپنے بچوں کے اندر اس پاکیزہ ذوق و شوق کو دیکھ کر خوشی اور مسرت کے جذبے سے سرشار ہو جاتے تھے اور ان تقریبوں میں اپنے عزیزوں، دوستوں اور ہمسایوں کو ساتھ لیکر شامل ہوا کرتے تھے اس طرح جہاں بچوں کے دل بڑھتے تھے وہاں ان کے بڑوں کو بھی روحانی سرخوشی اور سرشاری میسّر آتی تھی۔

مجھے بھی میرے چند استادوں نے نعتیں پڑھنے اور آنحضورؐ کی زندگی پر تقریریں کرنے کے خوشگوار عمل کی راہ پر ڈالا، پبلک جلسوں کے علاوہ مساجد میں بھی سیرت کے جلسے ہوا کرتے تھے، جہاں مجھے تقریریں کرنے کا موقع ملا کرتا تھا۔ مسجد میں ان دنوں ایک ایسے استاد تھے جو قرآن مجید اور دینی کتابیں پڑھایا کرتے تھے جن کے علم اور حلم، خلق اور مروّت، شفقت اور محبت کا مثیل میں نے تمام زندگی میں نہیں دیکھا۔ موصوف دینی موضوعات بالخصوص سیرت، خُلقِ عظیم، غزوات اور معجزات کے متعلق تقریریں تیار کر کے دیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح اچھی اچھی نعتیں بھی یاد کراتے تھے اور جب میں تقریر کرتا یا نعت پڑھنے میں ان کی توقعات پر پورا اترتا تھا تو مجھے بہت شاباش دیتے اور اور اس طرح میرا حوصلہ بڑھایا کرتے تھے

سیرت کے جلسوں میں ذوق و شوق سے حصہ لینے کا فائدہ یہ ہوا کہ میٹرک پاس کرنے تک میں نے آنحضورؐ کی سیرت طیبہ پر کئی کتابیں پڑھ لیں جن میں مولانا شبلی نعمانیؒ کی سیرت النبیؐ کی پہلی جلد بھی شامل تھی۔ علاوہ ازیں بہت سی نعتیں مجھے زبانی یاد ہو گئیں جن سے میرے ذوق و وجدان کو سیرابی حاصل ہوئی

تھی تاہم نعت کہنے کا حوصلہ مجھے بہت بعد میں ہوا کیونکہ اس کے لیے صرف شاعرانہ طبع ہی درکار نہ تھی، آنحضورؐ کی شخصیت کا ادراک بھی ضروری تھا، نعت کہنے کیلیے شاعر کو تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے۔ ذرہ برابر افراط یا تفریط سے نعت کہنے والا اکتساب سعادت کی بجائے سزاوارِ عقوبت ہوتا ہے۔ اس لیے عمدہ نعت کہنے کیلیے علمِ دین کے ساتھ ساتھ خلوص اور جذبے میں توازن اور اعتدال ضروری ہے۔ میں نے فارسی اور اُردو زبان کے نہایت بلند پایہ شاعروں کی نعتیں پڑھی ہیں لیکن بہت کم شاعر ایسے ہیں جن کے فنِ نعت گوئی نے مجھے جذب کر لیا ہو، ویسے تو جس شاعر نے بھی محبت اور خلوص سے نعت کا جو بھی شعر کہا ہے وہ اس کے لیے باعثِ فخر اور باعثِ نجات ہو سکتا ہے مگر اس میدان میں شہسواری اور یکہ تازی کسی کسی کو نصیب ہوئی ہے۔

میرا عقیدہ ہے کہ عمدہ نعت اپنی شاعرانہ کوشش سے نہیں خود آنحضورؐ کے تلطف سے نصیب ہوتی ہے، مجھ پر یہ واردات بارہا ہوئی ہے کہ نعت کے مصرعے خود بخود میری زبان پر جاری ہو گئے ہیں اور پھر ان مصرعوں کے ساتھ مزید شعر کہہ کر میں نے نعت کو مکمل کیا ہے۔ اس مجموعے کو پڑھنے والے یہ دیکھیں گے کہ عام طور پر تو نہیں لیکن کہیں کہیں مجھے بھی نعت کا ایسا مضمون عطا ہوا ہے جو بالکل نیا اور اچھوتا ہے۔ میں اپنے ان ہدایائے محبت کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شہدائے کربلا کی بارگاہ میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں کہ انہی کی بارگاہ میں پہنچ کر کنکر موتی اور ذرے آفتاب بنتے ہیں۔

کرام حیدری

راولپنڈی

حرفِ آخر : ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۹۹ ہجری

حمدِ باری تعالیٰ

اے خالقِ وجود و عدم، صُورت و خیال
اے مالکِ فنا و بقاء، ربِ ذوالجلال

تو اصلِ ہر کمال ہے، تو شانِ ہر جمال
دُنیا تمام ہے ترا آئینۂ خیال

سب سلسلے ہیں تجھ سے غیاب و شہود کے
پابندِ امر تیرے شب و روز و ماہ و سال

ہر صبح تازہ تر ترے انوار کی نمود
ہر شام خوب تر تری قُدرت کے خطّ و خال

حادث ہر ایک چیز ہے لیکن ترا وجود
ناقص ہر ایک وصف ہے لیکن ترا کمال

پیش از ازل۔ یہی تری شانِ جمال تھی
بعد از ابد رہے گی یہی سطوت و جلال

تیرا کوئی شریک، نہ ساتھی، نہ ہم عناں
تیرا کوئی مثیل، نہ تیری کوئی مثال

پیرایۂ نشاط ہے جاں کو تری لگن
سرمایۂ حیات ہے دِل کو ترا خیال

جس دِل میں تیری شمعِ محبّت ہو ضَوفگن
اُس دِل میں روشنی کے خزینے ہیں لازوال

ادراک کیا کریں گے ترا عامیوں کے ذہن
جب بندگانِ خاص کو اِس کی نہیں مجال

تجھ سا کوئی سمیع، نہ تجھ سا کوئی بصیر
تیرے سوا کُھلے تو کُھلے کس پہ دل کا حال

اک ذرّہ بے حقیقت و ناچیز مَیں بھی ہوں
پھَیلا رہا ہُوں در پہ ترے دامنِ سوال

تُو نے ہی دی ہے دل کو مرے روشنی کی دُھن
تو ہی عطا کر اپنا اِسے پرتوِ جمال

لغزش ہوئی ہے پائے کرم کو بھی بار ہا
لیکن ترے کرم نے لیا ہے اسے سنبھال

صلّی اللہ علیہ وسلّم

حق طالب، مطلوب محمدؐ، صلّی اللہ علیہ وسلّم
شمعِ اَحد اور روشنیٔ احمد، صلّی اللہ علیہ وسلّم

وہ تخلیق کے معنی و مقصد، صلّی اللہ علیہ وسلّم
اَقدس و اَطہر، اکمل و اَرشد، صلّی اللہ علیہ وسلّم

نافِ زمیں ہے ان کا مولد، مرکزِ دیں ہے ان کی مسجد
شمعِ یقیں ہے ان کا مرقد، صلّی اللہ علیہ وسلّم

دَیر، کلیسا، مندر، ہیکل اوروں کے محدود ٹھکانے
ساری زمیں ہے ان کا معبد، صلّی اللہ علیہ وسلّم

مخلوقات میں سب سے اعلیٰ، موجودات میں سب سے بالا
ذات و صفات میں اشرف و امجد، صلّی اللہ علیہ وسلّم

فانی لیکن باقی و ابقیٰ، خاکی لیکن نور کا دریا
اُمّی مگر علم ان کی مسند، صلّی اللہ علیہ و سلّم

دل ہر نام پہ جھوم اُٹھتا ہے کیا کیا پیارے نام ہیں انکے
آقا، مولیٰ، سرور، سیَّد[1]، صلّی اللہ علیہ وسلّم

ان کے پیار میں کھوئے ہوئے ہیں، ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں
اَصفر و اَبیض، اَحمر و اَسوَد، صلّی اللہ علیہ وسلّم

اُن کے نور سے دل ہے منوّر، ان کے کرم سے جاں ہے مکرّم
اُن پہ قرباں میرے اب وجد صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] ضرورتِ قافیہ کے تحت سیّد کو یائے مفتوح سے لکھا گیا ہے۔

وہ منزلِ مسیحؑ و خلیلؑ و کلیمؑ تھا

وُہ جو ازل سے ہمدمِ نورِ قدیم تھا
آیا جب اس جہاں میں تو شمعِ یتیم تھا

بچپن سے ہی تھا صدق و امانت میں بے مثال
آغاز ہی سے فکر و عمل میں عظیم تھا

پاکیزہ طفلگی تھی تو پاکیزہ تر شباب
پیش از پیمبری بھی ملائک شمیم تھا

گزرا جدھر جدھر سے کھلاتا گیا چمن
دشتِ وفا میں صورتِ بادِ نسیم تھا

وردِ زباں فلک پہ فلک اس کا اسمِ پاک
ہر چند جسم روئے زمیں پر مقیم تھا

کیا ہو گی اُس کی رافت و رحمت کی انتہا
جو سایۂ خدائے رؤف و رحیم تھا

اپنے ہر اُمّتی کا نگہباں ہے تا اَبَد،
اب بھی ہے جیسا پہلے خبیر و علیم تھا

تھے جتنے انبیاء وُہ مسافر اسی کے تھے
وُہ منزلِ مسیحؑ و خلیلؑ و کلیمؑ تھا

انسانیت کو اُس نے دیا حُسنِ اعتدال
جذبات کے بھنور میں وُہ عقلِ سلیم تھا

اُس کا جو ہو سکوں تو کرم جانیئے مجھے
جو مظہرِ کریمیٔ ربِّ کریم تھا

صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

اے مصطفیٰ! اے مجتبیٰ!
اے مخزنِ صدق و صفا اے پیکرِ مہر و وفا
اے مرکزِ حُسنِ ازل اے مظہرِ نورِ خدا
کیا کیا ترے آداب ہیں
کیا کیا ترے القاب ہیں
شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نور الہدیٰ، خیر الوریٰ

تیری مقدّس ذات ہے
وجہِ نمودِ زندگی،
عکسِ شہودِ زندگی
اصلِ وجودِ زندگی
رہونِ منّت ہے تری
سب ہست و بُودِ زندگی
دُنیائے رنگ و نُور میں تو ابتدا تو انتہا
پیدا ہوا تیرے لئے جو کچھ بھی ہے جو کچھ بھی تھا
تیرا وجودِ پاک ہے مفہوم لَوْلَاکَ لِمَا

تُو حاصلِ دُنیا و دیں
محبوبِ ربّ العٰلمیں
خلقت میں نقشِ اوّلیں
بعثت میں حرفِ آخریں
رُتبے میں ختم المرسلیںؐ
مخدومِ جبریلِؑ امیں،

قائم ترے انوار سے — کون و مکاں کی آبرو
باغِ جناں تیری رضا — تسنیم و کوثر گفتگو
طوبیٰ کی ٹھنڈی نرم چھاؤں — تیری ردائے مشک بُو
تیرا کرم، تیری سخا — دریا بہ دریا جُو بہ جُو
انعام تیرا لَا تَخَفْ — احساں ترا لَا تَقْنَطُوْا[1]
تجھ کو زمیں پر بھیجکر — ہے خود مشیّت سرخرو
شاہد تری عظمت پہ ہے — فرمودۂ فَلْیَفْرَحُوْا[2]

فَلْیَفْرَحُوْا اے مومنیں!
فَلْیَفْرَحُوْا اے اہلِ دیں!

---

[1] لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ - اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا
[2] قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ٥ (یونس : ۵۸)
کہہ دے کہ (یہ کتاب) خدا کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیئے کہ لوگ اس سے خوش ہوں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

خوشیاں منائیں کیوں نہ ہم

جب اے شہِ ایمانیاں،
اے قبلۂ روحانیاں

اے والیٔ کون و مکاں
اے انتخابِ انس و جاں
تو خود ہمارے درمیاں

بن کر ھدیٰ لے کر شفا
پہنے ہوئے نوری قبائے رحمۃ للمؤمنین[۳]
با عزّ و تمکیں آگیا

اے مصطفٰےؐ! اے مجتبٰےؐ!
اے مخزنِ صدق و صفا اے مرکزِ مہر و وفا
اے پیکرِ حسنِ ازل اے مظہرِ نورِ خدا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

---

[۳] یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (یونس ۵۷-۵۸)

(۲)

اے مصطفےٰ ! اے مجتبےٰ !

اے سازِ و برگِ بے نوا
اے حرف و صوتِ بے صدا

بھولے ہوؤں کے راہبر
بھٹکے ہوؤں کے رہنما

بیچارگاں کے چارہ گر
طوفاں زدوں کے ناخدا

کیا کیا ترے اوصاف ہیں،

کیا کیا ترے الطاف ہیں،

تُو نے مٹا کر تیرگی
دُنیا کو بخشی روشنی

تیرے چراغِ فکر سے
بجھتے دلوں کو مل گئی

تابندگی رخشندگی

تیری نگاہِ لطف سے
ذہنوں پہ چھٹکی چاندنی

سینوں میں جاگی زندگی
سانسوں میں آئی تازگی

نظروں میں چمکی آگہی

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کا فیصلہ
دیں کا مکمّل سلسلہ

ے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ ۵ : ۳)
آج مَیں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

تیرے توسّط سے ہوا

تجھ پر ہوا،

فرمانِ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ[a] اللہ کا،

تیری عنایت سے ہوا

تو صاحبِ دینِ مبیں تو شارعِ شرعِ متیں

تجھ سے دِلوں میں جاگزیں حُسنِ عمل، سوزِ یقیں،

ہم خستہ جاں اندوہگیں واماندۂ دُنیا و دیں

بے ننگ و نام و آبرو شرمندہ صورت، تر جبیں

تیری عنایت سے مگر مایوس ہم پھر بھی نہیں

اے سیّدِ والا گہر

اے سرورِ نوعِ بشر

ہم پر بھی شفقت کی نگہ

ہم پر بھی رحمت کی نظر

اُٹھے تو ہیں ہم خاک سے

---

[a] وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ : ۳)

اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

لیکن ہیں اب تک خیرہ سر
اپنے عمل میں بے ہنر،
اپنے خدا سے بے خبر
ایماں میں نا پختہ نظر
قرآں میں جیسے کور و کر

اے سایۂ لطفِ خدا
سرچشمۂ جود و سخا
شاہنشہ ارض و سما
اپنے کرم سے کر ہمیں
شایانِ الطاف و عنایاتِ خدائے دوسرا
مقبولِ ربِّ کبریا،
اے برگ و سازِ بے نوا
اے حرف و صوتِ بے صدا
بھولے ہوؤں کے راہبر
بھٹکے ہوؤں کے رہنما

بے چارگاں کے چارہ گر

طوفاں زدوں کے ناخدا

اے مصطفےٰ! اے مجتبےٰ!

صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

(۳)

اے مصطفےٰؐ! اے مجتبےٰ!

اے مقتدائے انبیاء — اے پیشوائے اولیاء

اے اعتبارِ اصفیاء — اے افتخارِ اتقیاء

اے جستجوئے اہلِ دل — اے مقصدِ اہلِ وفا

کس کس ادائے شوق سے

حق نے پکارا ہے تجھے!

یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ[۱]

اے خود کو لپٹائے ہوئے

---

[۱] یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (المزمل: ۱،۲)

اے (محمدؐ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو۔ رات کو (نماز میں) کھڑے ہوں مگر تھوڑی سی رات۔

یاایھا المدثر[1]

اے سمٹے سمٹائے ہوئے

یٰس[2] اے سردارِ اربابِ جہاں
حٰم اے حمّادِ ربِّ انس و جاں
طٰسٓم اے طائرِ سدرہ مکاں

شاہد، مُبشِّر اور نذیر
ہیں تیرے اوصافِ عیاں

ہے لفظِ سادہ عبدِ نا
کتنا مُحبّت ترجماں

اے تاجدارِ مومنیں تاجِ نبوّت ہے ترا
اے سربراہِ مرسلیں تختِ رسالت ہے ترا
تُو ہے شفیع المذنبیں حقِّ شفاعت ہے ترا

---

[1] یاایھا المدثر۔ (المدثر: ۱)
[2] یٰس، حٰم، طٰسٓم حروفِ مقطعات ہیں۔

ہے آدمیّت تیرا دیں ایماں شرافت ہے ترا

اعجاز ہے سیرت تری آئین ہے حکمت ترا

اے مطلعِ نورِ حرم اے مبدءِ شانِ کرم

تیری محبّت سے ہوئے

تیرے دِوانے محترم

تیری عنایت سے ہوئے

تیرے جیالے محتشم

اپنے کمالِ ذات سے تیرا لقب خیرُ البشر

نسبت سے تیری ہم ہوئے اس دہر میں خیرُالاُمم

ہم پر کرم، ہم پر کرم

اے مقتدائے انبیاء اے پیشوائے اولیاء

اے اعتبارِ اصفیاء اے افتخارِ اتقیاء

اے جستجوئے اہلِ دل اے مقصدِ اہلِ وفا

اے مصطفٰےؐ! اے مجتبٰیؐ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

بارشِ انوارِ محمدؐ

دل وہ کہ بصد جاں ہو طلبگارِ محمدؐ
جاں وہ، کہ جو ہو دل سے خریدارِ محمدؐ

پوچھے جو کوئی ہم سے تو یہ حسنِ مہ و مہر
ہے روشنیٔ روئے پُر انوارِ محمدؐ

ظاہر ہوا لولاک لما سے کہ یہ عالم
ہے جلوہ گہِ حسنِ ضیا بارِ محمدؐ

ظلمت کبھی اس دل کے قریب آ نہیں سکتی
جو دل کہ ہوا مرکزِ انوارِ محمدؐ

شاہی سے فزوں تر ہے محمدؐ کی غلامی
آزادِ دو عالم ہے گرفتارِ محمدؐ

صدیقؓ ہو، فاروقؓ ہوں، عثمانؓ ہوں، علیؓ ہوں
اک چیز ہیں یارانِ وفادارِ محمدؐ

غوغائے قیامت میں بھی گم ہو نہیں سکتا
جس شخص پہ ہو چشم نگہدارِ محمدؐ

کوثر پہ رضا مند نہ طوبیٰ کی طلبگار
وہ آنکھ جو ہو طالبِ دیدارِ محمدؐ

اک ذرۂ ناچیز ہوں اس بزم کا میں بھی
رہتی ہے جہاں بارشِ انوارِ محمدؐ

مانند اویسِ قرنیؓ بعد کے باوصف
ہر لحظہ ہوں میں طالبِ دیدارِ محمدؐ

میرے لئے ہے اس سے سوا کون سی جنّت ۔۔۔ مل جائے اگر سایۂ دیوارِ محمدؐ

نعلین میں اِستادہ زمانے کے شہنشاہ ۔۔۔ اے صدقِ علیٰ رونقِ دربارِ محمّدؐ

اس نعت پہ ہاتف سے ملی مجھ کو بشارت ۔۔۔ تو آج سے ہے طوطیٔ گلزارِ محمّدؐ

یارانِ کرم ! بہر کرم مانگو دُعائیں

مقبول ہو یہ ہدیہ بہ سرکارِ محمّدؐ

ہر سُو تری تجلّیات

تجھ سے ہے اے شہِ عربؐ! رونقِ بزمِ کائنات
تیرا وجودِ پاک ہے، باعثِ گرمئ حیات

حُسن ترا چمن چمن، نور ترا جہاں جہاں
عرش سے لے کے فرش تک ہر سُو تری تجلّیات

لُطف ہے تیرا بے کراں، فیض ہے تیرا جاوداں
صبحِ ازل سے تا ابد، عام تری نوازشات

باغِ جناں کا رنگ و نُور، موجِ طہور کا سُرور
وُہ ترا پرتوِ جمال، یہ تری چشمِ التفات

عالمِ رنگ و بُو جسد، اِس میں ہے جاں ترا وجود
محفلِ ہست و بود تن، اِس میں ہے رُوح تیری ذات

لوح و قلم ترے اسیر، ارض و سما ترے غلام
تجھ سے ہے بزمِ ممکنات، تجھ سے ہے نظمِ شش جہات

تیری نظر سے بن گئے ذرّے نجوم و آفتاب،
تیرے کرم سے ہو گئے قطرے بھی قلزم و فرات

چشمۂ فیض سے جسے ایک بھی جام مل گیا
اس کی بہار بے خزاں، اس کی حیات بے ممات

کون و مکاں کے تاجدار! تیرا غلام ہے کرم،
اپنے غلام کی طرف ایک نگاہِ التفات،

ذکرِ شاہِ دو عالم

زباں ہے اپنی نہ پیرایۂ بیاں اپنا
کہ ذکرِ شاہِ دو عالم ہے امتحاں اپنا

متاعِ جان و دل و سوز و ساز و علم و ہنر
قبول ہو تو ہے اک ادنیٰ ارمغاں اپنا

وہ جس کی شان میں فرمایا ماغویٰ حق نے
زہے نصیب کہ ہے میرِ کارواں اپنا

اسی کے دم سے ملا ہے ہمیں یہ سوز و سرور
کہ زندگی کا ہے ہر لمحہ نغمہ خواں اپنا

ہمیں نہیں ہیں ثنا خوانِ احمدِ مختار
جہانِ حور و ملک بھی ہے ہم زباں اپنا

غلام جس کا زمانہ ازل سے تا بہ ابد
ہوئے ہم اس کے تو ہر لمحہ بیکراں اپنا

چمن چمن میں ہے خوشبوئے مصطفٰے سے مہک
یہ سب جہاں ہے حقیقت میں گلستاں اپنا

پہنچ ہی جائے گا اک دن کرم کنارے تک
سفینہ بحرِ محبت میں ہے رواں اپنا،

جس کیلئے قبائے الف لام میم ہے

دِل کے حرم میں وہ مہِ تاباں مقیم ہے
دل چاند کا بھی جس کے مقابل دونیم ہے

وہ شمعِ حُسنِ ذات، وہ آئینۂ صفات
جس کا وجود مشعلِ نورِ قدیم ہے،

صورت میں ہے وہ سورۂ وَالنّور کا جمال
سیرت میں شرحِ اسمِ رَؤُفٌ رَّحِیم ہے

صدق وصفا میں خاصۂ خاصانِ انبیاء
جُود وکرم میں سایۂ ربِّ کریم ہے،

کون ومکاں میں اس قد وقامت کا کیا جواب
جس کیلئے قبائے الف لام میم ہے،

سیراب اُس کے جامِ تلطّف سے تشنہ لب
شاداب اس کے دم سے بہشتِ نعیم ہے

فرماں رَوا وہ ایسا کہ قائم ہے تا اَبَد
اس کا ہے جو بھی عہد جدید و قدیم ہے

علم اس کا تاج، عقل نگیں، عشق سلطنت
تخت اُس کا اُس کی مسندِ خُلقِ عظیم ہے

فکر و شعور، عدل و مساوات اس کا دیں،
صدق و خلوص اس کی رہِ مستقیم ہے

ہاں اے نگاہِ شوق و تمنّا اَدب، اَدَب!
یہ بارگاہِ سرورِ طٰسٓم ہے،

مَیں ذرّۂ حقیر کرم اُس کی راہ کا،
وہ آفتاب صاحبِ عرشِ عظیم ہے

دین آسان ترا راستہ ہموار ترا

لب پہ جب آتا ہے نام اے شہِؐ ابرار ترا
دل مرا ہوتا ہے کچھ اور بھی سرشار ترا

معنیٔ عزم و عمل پیکرِ کردار ترا
جذبہ و شوق کا رس بادۂ گفتار ترا

حاصلِ گلشنِ امکاں تری سیرت کی مہک
پرتوِ حسنِ ازل روئے پُر انوار ترا

پاک ہر غم سے وہ دل جس میں ہے چاہت تیری
سب علائق سے رہا جو ہے گرفتار ترا

زندگی رُوح کی خوشبوئے محبّت تیری
روشنی قلب کی آئینۂ افکار ترا

آ گئے تخئیل کی حد سے ترے قدموں کے نقوش
تیز تر شہپرِ جبریلؑ سے رہوار ترا

ایک اک لفظ میں ہیں دانش و حکمت کے گہر
بحرِ ذخّار ہے سرمایۂ گفتار ترا

تیری تعلیمِ مقدس میں کوئی پیچ نہ خم
دین آسان ترا، راستہ ہموار ترا

ہم نے ہر دور میں خود بوئے ہیں کانٹے اس میں
ورنہ اسلام تو ہے گلشنِ بے خار ترا

اس کو اندیشۂ خورشیدِ قیامت کیوں ہو
جس کو دُنیا میں ملا سایۂ دیوار ترا

پیاس کب بادۂ کوثر سے بُجھے گی میری
میری سرکارؐ میں ہوں تشنۂ دیدار ترا

بخت سو جائے کبھی اس کا یہ ممکن ہی نہیں
ہے نگہدارِ کرم دیدۂ بیدار ترا

تمام عالمِ امکاں میں ہے ضیائے نبیؐ

فروغِ بزمِ جہاں حُسنِ جانفزائے نبیؐ — چراغِ خانۂ جاں پرتوِ لقائے نبیؐ
قلوبِ اہلِ حرم تک ہی یہ نہیں محدود — تمام عالمِ امکاں میں ہے ضیائے نبیؐ
یہ کہکشاں کا چراغاں، یہ مہر و ماہ کی ضو — دمک رہی ہے خلاؤں میں خاکِ پائے نبیؐ

متاعِ فکر و نظر دولتِ ولائے حضورؐ — قرارِ قلب و جگر ذکرِ جانفزائے حضورؐ
قریب آ نہیں سکتی کوئی بھی تاریکی — زہے نصیب اگر دل میں ہو ضیائے حضورؐ
سخن میں کھلیں کیوں نہ پھول جنّت کے — کہ ہے لبوں پہ مرے نغمہ ثنائے حضورؐ

دلوں میں سوز نگاہوں میں نور ہے اُن سے بیاں میں لطف سخن میں سرور ہے اُن سے
خودی کا جام پلایا اُنھوں نے ہی سب کو طبیعتوں میں یہ فقرِ غیور ہے اُن سے
بغیر اُن کے تو ہم کب کے مٹ گئے ہوتے جہادِ زیست کا اب تک شعور ہے اُن سے

خدا کے دین کی جس ذات پر ہوئی تکمیل وہ ذاتِ پاک ہے خود مرتبے پہ اپنے دلیل
فضیلتوں میں وہ افضل، کمال میں اکمل نہ کوئی ان سا جلیل اور نہ کوئی اُن سا جمیل
ظہورِ نورِ ازل پیکرِ بشر میں ہوا مگر کہاں بشریت میں کوئی اُن کا مثیل

وہی سروں سے بلاؤں کو ٹالنے والے گرے ہوؤں کو اُٹھانے سنبھالنے والے
اُنھی کے فیض سے روشن ہے آرزو کی سحر وہی ہیں غم کی شبوں کو اُجالنے والے
اُنھی کو سیلِ الم میں پکارتے ہیں کرمؔ کہ ہر بھنور سے وہی ہیں نکالنے والے

میرے لب پر مرے آقا ﷺ ہی کا نام آیا ہے

زیست میں جب بھی کوئی سخت مقام آیا ہے،
میرے لب پر مرے آقا ہی کا نام آیا ہے،

اسمِ اعظم ہے مگر اسمِ گرامی اُن کا
جب لیا، قلب کو تسکیں کا پیام آیا ہے

آنکھ نے دیکھے ہیں لاکھوں ہی ستارے لیکن
دل کی بستی میں وہی ماہِ تمام آیا ہے،

ذکرِ خوبانِ جہاں کا بھی کیا مَیں نے مگر،
اُن کی توصیف میں ہی لطفِ کلام آیا ہے،

جانبِ طیبہ سے جب آیا صبا کا جھونکا
کھِل اُٹھا دل کہ محبت کا پیام آیا ہے

پھُول اُن کے ہیں، چمن اُن کے ہیں، خوشبو اُن کی
جن کے دم سے یہ بہاروں کا نظام آیا ہے،

میری جاں ان کی، رُواں ان کی، جہاں ان کا ہے
اُن کی جانب سے ہے جو کچھ مرے نام آیا ہے،

میرا ایماں ہے ملی دَولتِ کونین مجھے،
اُن کی فہرستِ غلاماں میں جو نام آیا ہے

عالمِ یاس میں جب کوئی سہارا نہ ہوا
اُن کا ہی حرفِ تلطّف مرے کام آیا ہے

اُن کی محفل میں بہت دُور ہوں پھر بھی خوش ہوں
جامِ الطاف و کرم تو مرے نام آیا ہے،

دیکھیے بارگہِ شوق میں کب جا کے کرم
مَیں پکاروں کہ غلام ابنِ غلام آیا ہے،

وہ محمدؐ بھی، احمدؐ بھی، محمودؐ بھی

سب سے پہلے مشیّت کے انوار سے نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا

وہ چراغِ محبت جو روزِ ازل خلوتِ لامکاں میں جلایا گیا
نور سے اس کے آخر جہاں تا جہاں ذرّے ذرّے کا دل جگمگایا گیا

وہ محمدؐ بھی، احمدؐ بھی محمودؐ بھی حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی، ظاہراً اُمّیوں میں اٹھایا گیا

بامِ افلاک سے دامنِ خاک تک جذبۂ شوق سے فہم و ادراک تک
حسن ہر شے میں اس کا سمویا گیا نور ہر سمت اس کا رچایا گیا

اسکے افکار میں جانفزا روشنی، اس کی گفتار میں دلنشیں نغمگی
اس کے کردار میں ہے وہ پاکیزگی جس کو مقصودِ فطرت بنایا گیا

اس کی شفقت ہے بے حدّ و بے انتہا اس کی رحمت تخیّل سے بھی ماورا
جو بھی عالم جہاں بھی بنایا گیا اس کی رحمت سے اس کو بسایا گیا

غم نصیبوں غریبوں کا غمخوار وہ بے کسوں بے بسوں کا مددگار وہ
جو بھی اس کی عنایت کا طالب ہوا اس کے دل سے ہر اک غم مٹایا گیا

میرے احساس میں روشنی اس کی ہے میری آواز میں تازگی اسکی ہے
میری اپنی نہیں زندگی اس کی ہے جس کو میرا نگہباں بنایا گیا

حشر کا غم مجھے کس لئے ہو کرم میرا آقا ہے وہ میرا مولیٰ ہے وہ
جس کے دامن میں جنّت بسائی گئی جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

کیسی کیسی ملی انساں کو دولت تم سے

ربط دل تم سے، وفا تم سے، عقیدت تم سے،
میرے آقا مرا ایماں ہے، محبّت تم سے

روشنی تم سے، نظر تم سے، بصیرت تم سے
آدمیّت کا شرف تم سے ہے، عظمت تم سے

عدل و انصاف و مساوات و اخوّت کا شعور
کیسی کیسی ملی انسان کو دولت تم سے،

رنگ اور نسل کی جتنی تھی حدیں ٹوٹ گیئں،
ذہنِ انسان کو میسّر ہوئی وسعت تم سے

تم سے جسموں کو شفا، تم سے ہے رُوحوں کو بقا
زندگی کو ہوئی حاصل اَبَدیّت تم سے

چمنِ دہر میں وہ گُل تر و تازہ ہی رہا
جس کو ملتی رہی خوشبوئے محبّت تم سے

طفلِ رنجور کو آغوش میں مادر کی نہیں
دلِ مضطر کو میسّر ہے جو راحت تم سے

ہم ہیں سرکش بھی، خطاکار بھی، عاصی بھی مگر
نہیں جُز بخشش و احسان و مروّت تم سے

ہم ہی کیا ہیں جو دُعائیں بھی ہماری کچھ ہوں
وا اگر ان پہ نہ ہو بابِ اجابت تم سے

دیں کے سردار بھی، دُنیا کے نگہدار بھی تم
سُرخ رُو دونوں جہانوں میں ہے اُمّت تم سے

اور جو غم بھی ملے مجھ کو گوارا ہے کہ تم،
حشر کے روز مگر ہو نہ ندامت تم سے

سلام

بہ بارگاہِ خیرالانام

سلام اے شہِ رحمت نشاں سلام علیک
سلام راحتِ دل خستگاں سلام علیک
تجھی سے رونقِ بزمِ جہاں سلام علیک
ترا ہی نام ہے آرامِ جاں سلام علیک
سلام سرورِ کون و مکاں سلام علیک

خرد کے واسطے سرچشمۂ صفات ہے تو
نگاہِ عشق میں عکسِ جمالِ ذات ہے تو
ضمیرِ دہر ہے تو، روحِ کائنات ہے تو
جسد یہ سارا جہاں، تو ہے جاں سلام علیک
سلام، سرورِ کون و مکاں سلام علیک

تری نگاہ سے ٹوٹی تعیّنات کی حد،
فرازِ عرش پہ تیرے لئے بچھی مسند
اٹھا جو میم کا پردہ بہ پیش گاہِ احد
پکار اٹھے در و دیوار و کروبیاں سلام علیک
سلام، سرورِ کون و مکاں سلام علیک

تری ثنا میں فرشتے بھی اور انساں بھی
گنہگار بھی زاہد بھی اہلِ عرفاں بھی،
فلک بھی، حور و ملک بھی، خدائے قرآں بھی
ہیں فرش و عرش پہ رطب اللساں سلام علیک
سلام، سرور کون و مکاں سلام علیک

جلے نہ دل میں اگر تیرے عشق کی قندیل
تو پائے کس طرح ایمانِ آدمی تکمیل
ہمیں تو عینِ عبادت ہے تیرا ذکرِ جمیل
متاعِ شوق ہے تیرا بیاں سلام علیک
سلام، سرورِ کون و مکاں سلام علیک

ترے ہی ذکر سے دل کو سرور ہوتا ہے
کہ تیرا ذکر شراب طہور ہوتا ہے
کبھی کبھی تو وہ لطفِ حضور ہوتا ہے
کہ رُوح کہتی ہے بن کر زباں سلام علیک
سلام، سرورِ کون و مکاں سلام علیک

دلِ کرم بھی ہے وارفتۂ جمال ترا
لُبھا گیا ہے اسے حسن بے مثال ترا
پکارتا ہے ترے در پہ خستہ حال ترا
سلام، خواجۂ وارفتگاں سلام علیک
سلام، سرور کون و مکاں سلام علیک

پرتوِ شمعِ محمدؐ مرے کام آتا ہے

لب پہ جب سیدِ کونین کا نام آتا ہے
دل کو افلاک سے اک تازہ پیام آتا ہے

دونوں دُنیاؤں میں بخت اس کا، سعادت اس کی
نامۂ لطفِ نبیؐ جس کے بھی نام آتا ہے

مل کے جب اہلِ زمیں صلِّ علیٰ پڑھتے ہیں
عرش سے ان کو ملائک کا سلام آتا ہے

جذبۂ عشقِ نبیؐ، رہبرِ دیں ہے اس کا
جس کو ڈھب کا نہ سجود اور نہ قیام آتا ہے

روزِ محشر ہی پہ موقوف نہیں ان کا کرم
اُن کے الطاف کا ہر دور میں جام آتا ہے

جب بھی گھر جاتا ہے دل یاس کی تاریکی میں
پر توِ شمعِ محمدؐ مرے کام آتا ہے

رحمتیں آتی ہیں خود اس کی بلائیں لینے
سوئے یثرب جو کوئی مستِ خرام آتا ہے

اُن کے دروازے پہ ہے عجز میں سرافرازی
بڑھ کے شاہوں سے ہے جو بن کے غلام آتا ہے

مَیں بھی محفل میں ہوں لذّتِ کشِ توصیفِ نبیؐ
میرے حصّے میں بھی دُردِ تہِ جام آتا ہے

اوجِ خوش بختی ہے اِس در کی اسیری کہ یہاں
جو ھُما ہو وہی طائرِ تہِ دام آتا ہے

ایک مُدّت سے ہُوں مَیں گوش بر آواز کرم
دیکھیں کب اُن کا بُلاوا مرے نام آتا ہے

اُمّت کے لئے چشمۂ انوار وُہی ہے

ہر قوم کا اس دھر میں کردار جُدا ہے
ہر قوم کے کردار کا معیار جُدا ہے

بنیاد کسی قوم کی ہے حُبّ وطن پر
ناموسِ وطن اس کو ہے ہر چیز سے بڑھکر

ہے نسل کے پھندوں میں گرفتار کوئی قوم
تقدیسِ زباں کی ہے پرستار کوئی قوم

اک قوم کی تہذیب و تمدّن پہ ہے بُنیاد
اک قوم ہے آئین و قوانین کی ایجاد

اسلاف کی عظمت ہے کسی قوم کا محور
آئینِ سیاست ہے کسی قوم کا محور

کچھ قومیں ہیں آباء کی حکایات کی تخلیق
کچھ قومیں ہیں دیرینہ روایات کی تخلیق

ان سب سے مگر ملّتِ اسلام جُدا ہے،
مقصود جُدا اس کا ہے، پیغام جُدا ہے

فطرت سے سدا اس کی ہم آہنگیٔ مقصود
فطرت کا ہے مقصود کہ انساں کی ہو بہبود

انسان کی بہبود ہے پیغامِ محمدؐ
ہے عظمتِ انساں کا امیں نامِ محمدؐ

کب نام کے قابل تھا کوئی کام ہمارا
اس نام سے باقی ہے مگر نام ہمارا

وہ صاحبِ کونین، وہ مولائے مسلماں
دُنیا میں بھی، عقبیٰ میں بھی ماوائے مسلماں

آقا وہی، مالک وہی، مختار وہی ہے
اُمت کے لئے چشمۂ انوار وہی ہے

جو اس کے ہوئے اُن سا زمانے میں نہیں ہے
جو اُس کے نہیں اُن کی نہ دنیا ہے نہ دیں ہے

غیروں کیلئے بابِ عنایات درِ اُس کا
اپنوں کے لئے قبلۂ حاجات درِ اُس کا

اے اُمتِ گم گشتہ اِسی در پہ پہنچ جا
جینا ہے تو پھر زیست کے محور پہ پہنچ جا

اِس در پہ ترا غنچۂ اُمید کھلے گا
جو کچھ بھی ملے گا تجھے اِس در سے ملے گا

اِس در کے غلاموں میں سکندر بھی ہیں جم بھی
اک خاک نشیں بندۂ ناچیز کرم بھی،

پہنچا ہے جو بن کر درِ اقدس پہ سوالی
کرتا ہے مناجات بہ پیرایۂ حالیؔ

مناجات

اُمت تری بے طرح گرفتارِ بلا ہے
"اے خاصۂ خاصانِ رُسُل وقتِ دُعا ہے"

بچ نکلا تھا طوفاں سے تو خیر اپنا سفینہ
ساحل پہ جو پہنچے ہیں تو دل ڈوب رہا ہے

ایماں کی دولت تھی غلامی میں سلامت
آزاد ہوئے ہیں تو یہ سرمایہ لُٹا ہے

رغبت سے کبھی سر بھی نہ جھکتا تھا ہمارا
لیکن درِ اغیار پہ اب دل بھی جھکا ہے

وہ برق جو گرتی رہی ہر دَور میں ہم پر
اب روشنیٔ قلب و نظر اُس کی ضیا ہے

کرتے رہے صدیوں ہمیں برباد جو صیّاد
اب اپنے گلستاں میں فقط ان کی ہوا ہے

اے سرورِ کونین! امیں تیرا لقب تھا،
صد پارہ مگر اپنی امانت کی قبا ہے

اے اسود و احمر کو بہم جوڑنے والے
اُمت کا ہے یہ حال کہ ایک ایک سے جدا ہے

رُسوائے زمانہ ہوئی اب ملّتِ بیضاء
اخلاق نہ کردار نہ احساس رہا ہے

غیروں سے کہاں مہر و مروّت کی ہے توفیق
اپنوں سے بھی اخلاص نہ الفت نہ وفا ہے

یہ قوم کہ تھی عدل و مساوات میں یکتا
ہر قوم سے اب ظلم و تعدّی میں سوا ہے

محروم نہیں گرچہ زر و مالِ جہاں سے
افلاسِ تفکّر سے غریب الغرباء ہے

دامن میں ہیں جو پھول نہیں ان سے تو آگاہ
غیروں کے خس و خار میں دل اس کا لگا ہے

شاہا! ہمیں پھر بخش وہ توقیعِ غلامی
شاہی سے فضیلت میں جو سو بار سوا ہے

آقا! ہمیں اپنے درِ رحمت سے عطا کر
وہ خاک حقیقت میں جو اکسیرِ شفا ہے

داتا! ہمیں پھر دے وہ بصیرت کا خزینہ
کھویا ہے جسے ہم نے تو یہ حال ہوا ہے

اے صاحبِ لولاک! نظر سوئے کرم بھی
جو خستہ و دل ریش ترے در پہ کھڑا ہے

احساس میں آیا ہوا شدّت کا تلاطم
سینے میں غم و درد کا طوفان بپا ہے

وہ کرب سخن میں ہے کہ ہر لفظ میں اُس کے
محسوس یہ ہوتا ہے کہ دل پھوٹ بہا ہے

آہیں ہیں کہ تپتے ہوئے صحرا کی ہوائیں
آنسو ہیں کہ اک چشمۂ خونِ شہداء ہے

اپنے لئے لیکن نہ کوئی آہ، نہ آنسو،
یہ سوز و تپش سب غمِ ملّت کی عطا ہے

کب ہم پہ نظر ہوگی کہ اے شافعِ محشر!
بِن اس کے ہمارے لئے اک حشر بپا ہے

شہیدانِ کربلا کے حضورؒ

محبوبِ بارگاہِ نبیؐ و علیؓ ہے تو

اے رہ نوردِ شوق بہ میدانِ کربلا سالارِ کاروانِ شہیدانِ کربلا
اے جاں سپارِ شیرِ نیستانِ کربلا! اے سرفروش ساقیٔ مستانِ کربلا

محبوبِ بارگاہِ نبیؐ و علیؓ ہے تو
دانائے رازہائے خفی و جلی ہے تو

اے گلستانِ مہر و محبت کے انتخاب اے آسمانِ حق و صداقت کے آفتاب
اے دودمانِ پاک نبوّت کی آب و تاب اے فاطمہ کے نورِ نظر، جانِ بوتراب

تو وہ کریم و باشرف و پاک باز ہے
جس کے وجود پر بشریت کو ناز ہے

تو گلشنِ حیات کا وہ نخلِ سربلند، صدق و صفا سے جس کے ثمر ہے بہرہ مند
کم لوگ اس جہاں میں ہوئے تجھ سے دردمند صبر و رضا میں تو ہے مگر سب سے ارجمند

کس کا جگر کہ ایسا وفا آشنا رہے
دل پارہ پارہ ہو پہ لبوں پر دعا رہے

اہلِ جہاں کو تو نے دیا درسِ زندگی
انساں نے تجھ سے پائی متاعِ خود آگہی،
روشن خود اپنے خون سے وہ شمع تو نے کی
کم ہو سکے گی جس کی ابد تک نہ روشنی

اس روشنی سے سینۂ انساں میں نور ہے
ہر وادیٔ نظر میں تماشائے طور ہے

کس کو ہوا نصیب جہاں میں ترا مقام
دُنیا میں بھی امام تو، عقبیٰ میں بھی امام
تجھ کو شکست، فتحِ مبیں کا ہوئی پیام
قاتل کو تیرے قتل نے بخشا فنا کا جام

تو کُشتۂ یزید بھی، مرگِ یزید بھی،
غازی بھی رزمگاہِ وفا میں شہید بھی،

اے کشورِ وفا کے شہنشاہِ ذی وقار
اے اہلِ سوز و درد کے آقائے نامدار
جب تک فلک پہ شمس و قمر کا ہے اعتبار
جب تک زمیں میں ہے گردشِ پیہم سے استوار

تجھ پر سلام ہونگے ترے خاندان پر
جاری رہے گا ذکر ترا ہر زبان پر

ہزار بار درود اور ہزار بار سلام

رموزِ دینِ محمدؐ کے آشنا تم ہو
کتابِ زیست کا عنوانِ جانفزا تم ہو
شعور و فکرِ مسلماں کو دی جلا تم نے
دل و نظر کے سفینوں کے ناخدا تم ہو
جو ہے ازل سے ابد تک یگانہ و یکتا
فضائے شوق میں وہ گونجتی صدا تم ہو

نبیؐ کی ذات کا پرتو تمہاری ذات میں ہے
ہر اک ادا سے تمہاری عیاں ادائے نبیؐ
تمہارے جامِ محبت سے جو نہیں سرشار
خدا گواہ، نہیں رمز آشنائے نبیؐ
اب اس سے بڑھ کے ہو کیا اور شانِ محبوبی
نبیؐ خدا کا ہے اور تم ہو دلربائے نبیؐ

پلا کے تم نے مئے لا الٰہ الا اللہ
کیا زمانے کو مستِ ایاغِ مصطفویؐ
ہر اک نگاہ کو بخشی ہے روشنی تم نے
جلا کے اپنے لہو سے چراغِ مصطفویؐ
تمہیں ریاضِ نبیؐ کے ہو وہ گلِ شاداب
ہرا ہے تا بہ ابد جس سے باغِ مصطفویؐ

تمہارے قلب میں پنہاں، تمہارے رُخ سے عیاں　　جمالِ خُلقِ محمدؐ ، جلالِ مرتضوی
نشاں فلک سے ہے اونچا تمہاری عظمت کا　　کہ تم ہو آیۂ اوجِ کمالِ مرتضوی
تمہارے خونِ مقدّس نے دی وہ آب انھیں　　کہ مہر و ماہ بنے خطّ و خالِ مرتضوی

دیا کچھ ایسا تصوّر وفا کا دُنیا کو　　کہ اس کا سکّہ ابد تک تمہارے نام ہوا
جہاں بھی صدق و صفا کی چلی ہے بات وہیں　　تمہارا ذکر بصد شوق و احترام ہوا
کچھ اس طرح سے مئے عشق تم نے چھلکائی　　کہ میکدے میں تھا جو بھی وہ شاد کام ہوا

سلام تم پہ ہو اے شہسوارِ راہِ خدا　　نبیؐ کی حرمت و عظمت کے پاسدار سلام
کیا ہے تم نے منوّر حیاتِ انساں کو　　جہانِ نور و ہدایت کے تاجدار سلام
ہم اہلِ مہر و وفا بھیجتے ہیں صبح و مسا　　ہزار بار درود اور ہزار بار سلام

معمار ہے وہ حرمتِ بیت الحرام کا

پھر غم ہوا ہے تازہ جناب امام کا
پھر لب پہ زمزمہ ہے درود و سلام کا

کیا مرتبہ ہے اس شہِ عالی مقام کا
ہر دل میں جل رہا ہے چراغ اسکے نام کا

وہ آشنائے معنی و منشائے دینِ حق
وہ رازداں نبیؐ کے مقدّس پیام کا

کامل ہے اسکی ذات میں ذاتِ نبیؐ کا عکس
وہ آئنہ ہے سیرتِ خیرالانام کا

وہ محرمِ حقائق و اسرارِ زندگی
وہ آشنا فنا و بقا کے نظام کا

دُنیا میں بھی امامِ شہیدانِ شوق وہ
عقبیٰ میں بھی امیں ہے وہ دارالسّلام کا

لختِ دلِ بتولؓ، جگر گوشۂ رسولؐ
نورِ نظر امیر فلک احتشام کا

بخشی گئی جہاں میں اسے سندِ خلیلؑ
معمار ہے وہ حرمتِ بیت الحرام کا

اُس کے نیاز مند بھی ہیں کتنے ارجمند
حُر اوّلیں خطاب ہے اس کے غلام کا

باغِ وفا کا وہ گُلِ رنگیں جسے مِلا،
اپنے لہو سے جامہ بہارِ دوام کا

اس کے عمل سے زندہ ہے انساں کا ضمیر
اس کی نظر سے تازہ ہے رُخ صبح و شام کا

خوشبوئے اس کی گلشنِ تاریخ میں مہک   سرشار جس مہک سے ہے دل خاص و عام کا

جس نے جہاں کو درسِ اصولِ وفا دیا،
سب کچھ خدا کی راہ میں ہنس کر لٹا دیا

اس صاحبِ عزیمت و کردار پر سلام   اہلِ حرم کے دیدۂ بیدار پر سلام
آئینِ مصطفےٰ کے نگہدار پر سلام   اس جاں نثارِ سیدِ ابرار پر سلام
اس کی چمک دمک سے ملی اسکو آب و تاب   انسانیت کے گوہرِ شہوار پر سلام
گلزارِ آرزو کو جو شاداب کر گیا   اس زندگی کے ابرِ گہر بار پر سلام
ملت کو جس نے سیلِ فنا سے بچا لیا   اس ناخدائے کشتیٔ احرار پر سلام
روشن نقوشِ پا سے ہے اس کے رہِ وفا   راہِ وفا کے قافلہ سالار پر سلام
حاصل اسی سے دینِ مبیں کو ہوا فروغ   دینِ مبیں کے مہرِ پُر انوار پر سلام
مفہوم ہے جو آیۂ ذبحٍ عظیم کا   اس پیکرِ اطاعت و ایثار پر سلام

اے اہلِ دل! امام ہمارا حسین رضؓ ہے
بھیجو درود اس پہ کہ یہ فرضِ عین ہے

ہر دلِ زندہ کی آواز میں آواز اُسکی

حجّتِ حق، شہِ دیں، سیّدِ ابرار حسینؓ
سامنے کفر کے ایمان کی تلوار حسینؓ
ظلمتِ جبر و تشدّد میں وفا کی قندیل
پیشِ طوفانِ بلا، صبر کی دیوار حسینؓ
وہ امامِ اَبدی وقت سدا اس کا غلام
اہلِ ہمّت کا ہر اک دَور میں سالار حسینؓ

وہ نبوّت کا دُلارا، وہ دل و جانِ رسولؐ
مہرِ تابانِ حرم، مہرِ درخشانِ رسولؐ
صُورت و معنیٰ میں اِک آئنۂ ذاتِ صفاتؐ
سطوتِ تیغِ علیؓ، عظمتِ قرآنِ رسولؐ
دہر میں قافلہ سالارِ شہیدانِ وفا
حشر میں ان کیلئے سایۂ دامانِ رسولؐ

عشق کی رمز بھی وہ، عشق کا اظہار بھی وہ
پیکرِ شمع بھی وہ، پرتوِ انوار بھی وہ
بزمِ مےخانۂ توحید میں رندوں کیلئے
مے بھی وہ، جام بھی وہ، ساقیِٔ سرشار بھی وہ
ذات اس کی بشریّت کی مکمّل تصویر
حُسنِ گفتار بھی وہ، عظمتِ کردار بھی وہ

دامنِ خاک میں آسودہ ہے وہ کب سے مگر
روح ہے آج بھی مصروفِ تگ و تاز اُسکی

طائرِ سدرہ نشیں تک تو پہنچتا ہے خیال
ہے مگر اس سے بھی آگے حدِ پرواز اُس کی

جن کو توفیق سمجھنے کی ہے آتی ہے انھیں
ہر دلِ زندہ کی آواز میں آواز اُس کی

اہلِ بینش کیلئے رزم گہِ ہستی میں
وُہی محبوب بھی، مطلوب بھی، مقصود بھی ہے

زیست کا چہرہ دمک اٹھا لہو سے اسکے
یہ وہ شعلہ ہے جو رنگیں بھی ہے، بے دُود بھی ہے

دیکھنے سے اسے قاصر ہیں نگاہیں لیکن
قلبِ مومن میں وہ زندہ بھی ہے موجود بھی ہے

زندگی پر اَبدی حقِّ دوام اُس کا ہے
اور پھر حق ہے یہ اُس کا، جو غلام اُس کا ہے

وُہی ہے جس کی اَبد تک غُلام ہے دُنیا

کریں شمار تو لمحوں کا نام ہے دُنیا
تڑپ ہو دل میں تو نقشِ دوام ہے دُنیا

یقیں نہ ہو تو فقط صبح و شام ہے دُنیا
جو ہو تو عرصۂ بے اختتام ہے دُنیا

بنائے عشق و وفا سے ہے پختگی اس کی
وگرنہ ایک تمنّائے خام ہے دُنیا

خبر ملی ہے یہ اربابِ نکتہ داں سے مجھے
کہ اہلِ صبر و رضا ہی کے نام ہے دُنیا

جہانِ صبر و رضا کا ہے تاجدار حسینؓ
وہی ہے جس کی ابد تک غلام ہے دُنیا

وہی ہے قافلہ سالارِ عاشقانِ رسولؐ
اسی کے نام سے عالی مقام ہے دُنیا

اسی کے غم سے ملا اہلِ دل کو درد و گداز
اسی کی یاد میں سوزِ تمام ہے دُنیا

وہ راہِ حق کے مسافر، وہ جاں نثار اس کے
نثار جن پہ بصد احترام ہے دُنیا

خود اپنا گھر ہی بنا دارِ حرب جن کیلئے
انھی کے فیض سے دار السّلام ہے دُنیا

جزائے صبر ہے یہ کربلا کے پیاسوں کی
کہ تا بہ روزِ جزا شادکام ہے دُنیا

جو زیرِ خاک ہیں اوڑھے ہوئے ردائے سکوت
انھی شہیدوں کا حُسنِ کلام ہے دُنیا

انھی کے خونِ مقدّس کا عکس ہے جس سے
اُفق سے تا بہ اُفق لالہ فام ہے دُنیا

انھی کے ذکر سے روشن ہیں محفلیں ہر سُو
شریکِ ذکر بصد احترام ہے دُنیا

اَدَب سے ہم بھی کرم سر جھکائے بیٹھے ہیں
اَدَب سے محوِ درود و سلام ہے دُنیا

مہمانِ کربلا

دیکھ اس کو چشمِ غور سے پہچان کون ہے!
اے خاکِ کربلا ترا مہمان کون ہے !

اِک کارواں ہے چاند ستاروں کا جسکے ساتھ
ہم چشمِ آفتاب وہ انسان کون ہے !

خوشبو سے جس کی دشت چمن زار بن گیا
مہکا ہوا ہے جس سے بیابان کون ہے

جس کا کلام نطقِ پیمبرؐ کا ہے مثیل
جس کا وجود حق کی ہے برہان کون ہے

آیا ہے قتل گہ کی طرف کتنی آن سے
یہ قافلہ ہے کیسا حدی خوان کون ہے

ایک ایک جاں نثار نے کی جس پہ جاں نثار
وہ اہلِ دل کا مرکزِ ایمان کون ہے؟

جتنی عمارتیں تھیں محبت کی ڈھے گئیں
گزرا ہے جس کے سر پہ یہ طوفان کون ہے

لاشیں اُٹھا اُٹھا کے شہیدانِ پاک کی
غم سے نڈھال، رنج سے ہلکان کون ہے

مُہرِ نگیں ہے جس کی دمکتی ہوئی جبیں
دیووں کے سائے میں یہ سلیماں کون ہے

ساتھی حق اپنا اپنا ادا کر کے جا چکے
تنہا سجود میں سرِ میدان کون ہے

اک لاش رن میں بے سر و بے گور و بے کفن — اللہ ایسا بے سر و ساماں کون ہے!
فریاد کس کی اٹھی یہ میداں میں دفعتہً — اب آلِ مصطفیٰ کا نگہبان کون ہے!
ہے جنّت البقیع پہ کیسا غبارِ غم — دامانِ خاک میں یہ پریشان کون ہے!
کیوں دم بخود کھڑے ہیں فرشتے حضورِ حق — خود زیرِ پایۂ عرش یہ حیران کون ہے
تھامے ہوئے مہار اسیرانِ ظلم کی، — یہ پا برہنہ سر بگریبان کون ہے!

کیا کیا حکایتیں ہیں شجاعانِ دہر کی — ان سب حکایتوں کا سرِ عنوان کون ہے
ملتی ہے جس سے مُردہ ضمیروں کو زندگی — اقلیمِ اہلِ دل کا وہ سلطان کون ہے
ایمان و دین و صبر و جہاد و تلاشِ حق — ان ساری دولتوں کا نگہبان کون ہے
مسند نشینِ جنّتِ ماویٰ ہے کس کی ذات — رضوان جس کے در کا ہے دربان کون ہے

حاصل مجھی کو فخرِ غلامی نہیں کرمؔ
اُس کا نہیں ہے جو وہ مسلمان کون ہے

پنجابی دی مہکار

نعتؐ

اُچّی وڈّی تے عالی جناب تیری، سوہنا، پیارا تے نیارا اے نام تیرا
فرش خاک تے بھانویں ظہور ہویا عرش پاک تے بنیا مقام تیرا
ویکھے عقل تے چشمہ صفات دا ایں، ویکھے عشق تے آئنہ ذات دا ایں
توں ضمیر کُل کائنات دا ایں، رتبہ خاص نہ سمجھن عوام تیرا

توں ایں ذات باری دا نُور کامل، ہے جمال حق دا جمال تیرا
تیری عقل، فکر تے شعور کامل، جیہڑا گھٹدا نئیں اوہ کمال تیرا
جتھے وہم خیال نہ پہنچ سکّے اوتھے پہنچی اے قدماں دی چاپ تیری
کون سمجھ سکّے، کون جان سکّے، کتھّے پہنچیا جا کے خیال تیرا

توں شفیق وی ایں، توں کریم وی ایں، ناں رؤف تے نالے رحیم تیرا
جدے بعد نہ پہلاں مثال کوئی، ایسا خُلق اے خُلقِ عظیم تیرا
کتنے نبی آئے ایتھے رب ولّوں، کتنے لتّھے نیں نور زمین اُتّے
سارے نبیاں توں اگّے مقام تیرا، سارے نوراں توں نور قدیم تیرا

تیری گل اچ اینچ پیچ کوئی، سوہنا پاک تے صاف بیان تیرا
حرف حرف اے تیرا حدیثِ قُدسی، لفظ لفظ اے جینویں قرآن تیرا
سارے موڑ تروڑ ہموار کیتے، سارے جھل بھلیکھڑے دور ہوئے
راہ صاف تیری، شرع پاک تیری، گل حق تے دین آسان تیرا

اکھاں روشنی بخشنے نگاہ تیری، کرے پاک دلاں نوں کلام تیرا
کدے گھٹ نہ ہوندا سرور جس دا، ایسا بھریا توحید دا جام تیرا
ایہو عرض اے تیری جناب اندر، ہووے روز قیامت دا جدوں آقا،
تینوں ویکھدے سار پکار اٹھاں، میں غلام تیرا، میں غلام تیرا

نعت

اُچّے ناں تے سوہنے نشان والا، بڑی آن تے بان تے، شان والا
دِلوں صدق والا، موں‌ہوں قول والا، مَتّھے نور تے، ہتھ قرآن والا
سارے جگ نوں پاک بنان والا، عقل، علم تے، دین سکھان والا
ایتھے راہ نجات وِکھان والا، اوتھے آپ نجات دِلان والا
کملی والیا تیرے بغیر ایتھے، کیہڑا ربّ دی اے راہ وِکھان والا
کیہڑا اوس دی پوری پچھان والا، کیہڑا پوری پچھان کران والا
تینوں چھوڑ کے ایس جہان اندر، ہووے لکھ کوئی سوچ دھیان والا
کجھ ہور تے کیویں نصیب ہووے دل دا چین وی نئیں اوہ تے پان والا
تیری عرض تے روز قیامتاں دے بخشے جان گے سب گنہگار تیرے
تو ستار، غفار دے پیار والا، تو رحیم والا، تو رحمان والا

دیتھہ جگ دا ایں، چمن عرب دا ایں، پیارا رب دا ایں، آقا سب دا ایں،
داتا ایسے سونہڑے ڈھب دا ایں، خالی کسے نوں نئیں پرتان والا
توں تاں مینہ ایں رب دی نگاہ والا، وسیں راجواں سارے جہاں اُتے
توں ملاح ایں ڈونگھے سمندراں دا، ڈُبدے بیڑیاں نوں ایں تران والا
توں خدا دا خاص حبیب وی ایں، ساری خلق توں اوہدے قریب وی ایں
دل دے روگیاں دا توں طبیب وی ایں، سارے درد تے روگ مٹان والا
تیرا سایہ زمین تے کیوں ہوندا عرش رب کریم دا نور توں ایں
سارے سارے دکھاں دے ہٹان والا، سائے نھیرے غماں دے مٹان والا

نعت

آوے ناں لباں تے میرے جد میری سرکارؐ تساڈا ،
دل دیوانہ میرا ہوندا ، ہور وی کجھ سرشار تساڈا ،
سب پھلاں سب کلیاں دا وے عطر تساڈی ذات دی خوشبو
حُسنِ ازل دیاں لشکاں دیوے چہرا پُر انوار تساڈا ،
جس جندڑی وچہ لو تساڈی اوہ سورج توں ودھ کے روشن
پاک فرشتیاں کولوں ودھ کے جس دل اندر پیار تساڈا
نیہرے تھکے پا پا گھیرے روشن رہے نصیبے میرے
میرے دل دے آلے اندر دیوا اے سرکارؐ تساڈا ،
جتھے وہم خیال نہ پہنچے اُتھے پہنچے قدم تساڈے
جبرائیل نوں چھڈ کے پچھے اڈدا گیا رہوار تساڈا

اک اک لفظ تساڈے اندر سو سو متّاں ، سو سو عقلاں ،
جس دے موتی کدی نہ مکّن اوہ دریا ذخّار تساڈا
کنڈے پگ پگ اساں اُگائے اپنے دل آپے زخمائے
ورنہ دین اسلام تے آقا ، گلشن اے بے خار تساڈا
میرے جیئے کروڑاں چاکر صدقے واری ہوندے جاون
جگ مگ جگ مگ کرے ہمیشہ طیبہ وِچ دربار تساڈا

نعت

کملی والے دا مرے سر تے جے سایا ہووے
بھانویں فردینہہ وی سوا نیزے تے آیا ہووے
مینوں سرکار دی رحمت دا سہارا کافی،
ہور میرا کوئی اپنا نہ پرایا ہووے،
واعظا! یاد نیں سب میریاں بھُلاں مینوں،
پر جے سرکار ای مینوں نہ بھلایا ہووے،
اس قلندر نوں بھلا کون جُھکا سکدا اے
جس نیں سیس آپ دے قدماں تے نوایا ہووے
روشنی آپؐ مرے دل دی کدی تے آؤ،
مَیں وی شاید کوئی دیوا تے جگایا ہووے
ہوسکی غیر دی الفت نہ اطاعت ایتھوں،
ہور تے بھانویں نہ کُجھ ہویا ہوایا ہووے،
دل بڑے روزاں توں سرشار اے کجھ ایسا کرم
جیسے سرکارؐ سلامی نوں بُلایا ہووے

ایمان دا راکھا

اکھیاں وچ جوت یقین دی نظراں وچ رنگ عرفان دا
متھا اک تختی نور دی، مکھڑا ورقہ قرآن دا
دل اندر جذبہ عشق دا، موڈھے تے علم ایمان دا
ایہہ بندہ سچی آن دا، ایہہ مالک اُچی شان دا
اینوں ساری دُنیا جاندی اے، اینوں سارا جگ پچھاندا
ایہہ وارث پاک رسولؐ دا، ایہہ راکھا دین ایمان دا

ایہہ نبیؐ دا پیارا لاڈلا، ایہہ پُت خدا دے شیر دا
ایہہ سنگی ہر مظلوم دا، ایہہ دشمن ہر ہنیر دا،
ایہہ راہی سدھی راہ دا، ایہہ ساتھی ہیر نہ پھیر دا
ایہہ تارو ڈوہنگے پانیاں دا، ایہہ ماجھی گھمن گھیر دا
منہ پھیرن والا ظلم دے ہر جھکھڑ، ہر طوفان دا
ایہہ وارث پاک رسولؐ دا، ایہہ راکھا دین ایمان دا

اِنھے سچ دے پاک اصول لئی جو کُجھ سی پلّے وار یا
اپنا گھر بار، اُجاڑیا کلمے دا باغ سنواریا
سب کنبہ اپنا ڈوب کے اُمّت دا بیڑا تاریا
خود اپنے لہو تے ماس تے مِلّت دا محل اساریا
آدم دِیاں رُوگڑیاں نسلاں نوں اوہنے دِتّا روپ انساناں دا
ایہہ وارث پاک رسولؐ دا، ایہہ راکھا دین ایمان دا

اوہدی عظمت سب توں اُچی اے اوہدا درجہ سب توں عالی اے
نالچ تے لوبھ دی دُنیا وچ ایہہ مہر وفا دا والی اے
اوہنے حق انصاف دے باغ دی کیتی ایسی رکھوالی اے
ایتھے سدا بہاراں آندیاں نیں، ایتھے ہر موسم ہریالی اے
کوئی ہور نہ اس جیہی شان دا کوئی ہور نہ اس دے بان دا
ایہہ وارِث پاک رسولؐ دا ایہہ راکھا دین ایمان دا

کربل دا میدان

ڈھّیاں وچہ سڑیا بھجّیا، چٹیل، بنجر، ویران،
لوواں دا لوہٹھا لاہٹھیا، بے رونق تے سنسان
پھُل پھَل بوُٹے ہریاول دا ایتھے تیئیں سی ناں نشان
نت جھکھڑ دا وریٗلے سن، نت ریتاں دے طوفان
کدی لیکھے وچہ نہ آیا سی ایہہ کربل دا میدان

اک دن ایسے میدان وچہ چمکے ربّ دے انوار
جدوں آل رسولؐ دے قافلے ایتھے روکی آن مہار
ربّ دے محبوب دا لاڈلا، اُس قافلے دا سالار
اوہ پُت خدا دے شیر دا، اوہ جنّت دا سردار
اوہدی آمد ایس میدان وچ ایہدی اُچّی کرگئی شان
کدی لیکھے وچہ نہ آیا سی ایہہ کربل دا میدان

جدوں آلِ رسولؐ دے خون نے کیتا اس نوں سیراب
ایدی ریتاں چمکن لگ پیاں، جیویں تارے تے مہتاب،
ایدی مٹی مہکن لگ پئی ایہہ ذرّے بنے گلاب،
ایتھے بوٹا ہویا دین دا ہریا بھریا شاداب،
ریتاں نوں لبھ پئی زندگی، مٹی نوں ملیا مان،
کدی ویکھے وچ نہ آیا سی ایہہ کربل دا میدان

ایتھے چمکی رب دے شیر دی بجلی وانگن تلوار
ایتھے سچّے اُچّے عشق دا ظاہر ہویا کردار
ایتھے کلمے لَا اِلٰہ دا قائم ہویا معیار
حق ایتھے بازی جت گیا، ایتھے باطل ہویا خوار
جیہڑا محلاں وچ سی سوں گیا ایتھے جاگیا اوہ ایمان
کدی ویکھے وچ نہ آیا سی ایہہ کربل دا میدان"

منقبت

چار چوفیرے اُس دے پیروں دُنیا وچہ اُجیالے نیں
جس کربل دیاں ریتاں اندر لہو دے دیوے بالے نیں

اِنھاں دیویاں کارن ایسی جوت سہانی نچاگئے ،
جگ مگ جگ چانن نویں نروئے پگ پگ رنگ نرالے نیں

روپ سروپ بہاراں دے سب جیندے جاگدے لہو دی کھیڈ
دھرتی وِچّوں کیسے کیسے رنگ اس لہو اُچھالے نیں

عشق نیں کیتی اوہ رُشنائی تن وچہ وسیا من دا نور
ہر مکھڑے دے آل دوالے ایسے نور دے ہالے نیں

کربل دے میدانوں آوے روز شہیداں دی آواز
جیون حق اُنھاں دا جیہڑے حق تے مرنے والے نیں

خون حسینی جاں بازاں دا انسانی تاریخ دی لو
کدی نہ بُجھّن بھٹکن جیہڑے اس لو دے متوالے نیں

اسیں پیارے ماہی دے احسان چُکاواں کیویں کرم
جس اپنے گھر ہنیرا کر کے ساڈے لیکھ اُجالے نیں
